کشمیر پر اسلامی تہذیب کے اثرات
در عہدِ سلاطین (۱۵۸۵ـ۱۳۳۹ء)

عامر جہانگیر
لیکچرار ادارہ مطالعہ کشمیر
یونیورسٹی آف آزاد جموں و کشمیر، مظفر آباد

IMPACT OF ISLAMIC CIVILIZATION ON KASHMIR DURING SULTANS' PERIOD 1339-1585

Amir Jehangir
Lecturer in Kashmir Studies
University of AJK, Muzaffarabad

Abstract

Kashmir is famous for its natural beauty. It became prominent for its flourishing Islamic culture especially in the reign of Sultans. The Muslim saints played very important role in the spread of Islam and its civilization during 1339 - 1585. The traits of Islamic civilization such as Tauheed, Equality, Culture, Literature, Architecture, Calligraphy, Handicrafts and Language greatly influenced Kashmir and paved the way for spread of Islamic civilization. Sultans' period is also characterized with rights of women, economy and education in Kashmir.

Keywords:
اسلام، بدھ مت، بلبل شاہ، سلطان شہاب الدین، ثقافت، ادب، کشمیر

تاریخی اعتبار سے کشمیر علم، ادب وثقافت میں اپنی مثال آپ کے مصداق رہا ہے۔ لیکن مختلف طالع آزماؤں نے کئی بار اپنی طاقت کے بل بوتے پر اپنی اپنی ثقافت کے اثرات مرتب کیے۔ ابتدائی طور پر کشمیر غیر مسلم حکم رانوں کے دور میں بھی نہ صرف ادب وثقافت میں ممتاز رہا ہے بل کہ اسے مختلف مذاہب کا مرکز ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ ابتدامیں ناگ مت، بدھ مت، ہندومت، شیومت جیسے مذاہب نے اپنے اپنے دور میں عروج حاصل کیا خاص طور پر بدھ مت کے دور میں علم وادب کے حوالے سے کشمیر کو ایک خاص مقام حاصل تھا جس کی وجہ سے کشمیر ادبی لحاظ سے ناقابل تسخیر نظر آنا شروع ہوا۔ شاردہ یونیورسٹی بدھ مت کے علم کے حصول میں نمایاں حیثیت رکھتی تھی جو کشمیر میں تھی۔ شاردہ یونیورسٹی کے آثار آج بھی آزاد کشمیر کے ضلع نیلم میں پائے جاتے ہیں۔ اس یونیورسٹی کی نسبت سے بدھ مت کے پیروکار کشمیر کو ادب واحترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح دیگر غیر الہامی مذاہب کو بھی کشمیر میں اہم مقام حاصل رہا ہے۔ لیکن اسلام اور اہل اسلام نے دنیا بھر میں کشمیر کو عزت واحترام کا جو مقام دیا اس کی مثال جنوبی ایشیا کے کسی اور خطے کو حاصل نہ ہے۔

۱۳۲۵ء کو رنچن شاہ نے جب حضرت عبدالرحمن بلبل شاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتے ہوئے اسلامی نام سلطان صدرالدین اپنایا تو کشمیر میں پہلی اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ ۱۳۳۹ء میں باضابطہ طور پر شاہ میر نے سلطان شمس الدین کے نام سے اسلامی حکومت کا آغاز۔ یہ دور تقریباً ۲۱۵ سال تک جاری رہا۔ تاریخ میں اس دور کو عہد سلاطین کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس دور میں کشمیر میں ادب وثقافت کو خاصا فروغ ملا اور ریاستی معاملات پر مختلف اثرات مرتب ہوئے۔ مستحکم اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ علما وصوفیہ کو حکم رانوں نے اپنا مشیر مقرر کیا جس کے باعث امن وامان اور مساوات کا درس عام ہوا اور عدل وانصاف قائم ہوا۔(۱)

سلاطین کشمیر کے عہد سے قبل اسلام کشمیر میں متعارف تھا لیکن اسلامی تعلیمات سے نابلد ہونے کے باعث عوام توحید سے روشناس نہ تھے اور مندروں میں جانا عام تھا۔ اسلامی تعلیمات کے باعث بت پرستی اور بت خانوں کی حاضری کی بجائے مساجد بنوائی گئیں۔ لوگ دوسرے مذاہب سے دور ہونے لگے اور اسلام قبول کرتے ہوئے اسلامی عبادات کی طرف متوجہ ہوئے اور درسِ توحید ورسالت عام ہوا۔(۲)

اشاعت اسلام سے قبل کشمیر میں امیر اور غریب میں ایک واضح فرق تھا۔ حکم ران طبقہ رعایا سے بدسلوکی کا مرتکب ہوتا تھا۔ امیر اور غریب، حکم ران اور رعایا میں رابطے کا فقدان تھا اور مساوات نام

کی کوئی چیز نہ تھی۔ اشاعت اسلام کے بعد علما و صوفیہ کی علمی و ادبی خدمات کے باعث مساوات اور برداشت کے نظریے کو فروغ ملا جس سے پوری وادی میں مساوات و رواداری کا درس عام ہوا۔(۳)

عدم مساوات کے باعث کشمیر میں معاشی لحاظ سے ہندو سرمایہ دار اور جاگیر دار نمایاں تھے اور ہر دور میں طبقاتی امتیاز نمایاں تھا۔ حق دار کو حق سے محروم کیا جاتا اور سرمایہ دار اپنا سرمایہ بڑھانے میں مصروف تھے۔ لیکن اشاعت اسلام کے بعد ظلم و ستم کی داستانیں ختم ہوئیں اور اسلامی تعلیمات عام ہوئیں اور رزق حلال کی طرف رجحان پروان چڑھا۔ اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کے لیے آنے والے علما و فضلا نے اپنے ہاتھ سے کام کیا اور روزی کمائی۔(۴) شاہ ہمدان حضرت سید علی ہمدانی کا ذریعہ معاش بھی اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی ٹوپیاں تھا۔ اسی طرح اس دور میں قالین بافی، شال بافی، گبہ سازی، کاغذ سازی اور برتن سازی جیسے علوم و فنون کو متعارف کروایا۔(۵) اس طرح سے پیداوار، تجارت، صنعت و حرفت میں ترقی ہوئی اور غیر مسلم ہندو سرمایہ داروں کا تسلط قائم نہ رہا اور معاشی انقلاب کے باعث کشمیر ایک خوش حال ملک کے طور پر سامنے آیا۔

تاریخی اعتبار سے معلوم ہوتا ہے کہ اشاعت اسلام سے قبل غیر مسلم حکم ران رقص و سرور کی محافل کے قائل تھے، ان مقاصد کے لیے خواتین کو استعمال کیا جاتا تھا اور جسم فروشی عام تھی لیکن اسلامی تعلیمات کے بعد کشمیری خواتین نے سکھ کا سانس لیا اور علم اور ادب میں جہاں بھرپور خدمات پیش کیں وہاں امورِ حکم رانی میں بھی نمایاں فرائض سر انجام دیے۔ تعلیم نسواں کے لیے حکم رانوں نے مختلف مدارس قائم کیے جن میں عام و خاص سب کو تعلیم دی جاتی تھی۔ جیسے زونی ایک کاشت کار کی بیٹی زیور تعلیم سے آراستہ ہوئی اور بعد ازاں حبہ خاتون کے نام سے مشہور ہوئی۔(۶) کشمیری خواتین میں سے سلاطین کے عہد میں بی بی صورہ، گل خاتون، حبہ خاتون، تاج بی بی، بی بی بارعہ، بی بی صالحہ، حافظہ خدیجہ نے علم و ادب اور کشمیر کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اسلامی تعلیمات کے باعث خواتین کو ایک خاص مقام حاصل ہوا۔

عہد سلاطین میں تعلیم عام ہوئی اور مدارس، خانقاہیں، مساجد اور مکتب تعمیر ہوئے اور علمی و ادبی میدان میں کشمیر نے خوب ترقی کی۔ جگہ جگہ درس گاہیں، مکتب، شالے اور تربیتی ادارے قائم کیے گئے۔ حصول علم کے لیے دور دراز علاقوں اور بیرون کشمیر سے بھی طلبہ کی ایک بڑی تعداد علم کی

پیاس بجھانے کشمیر آتی تھی۔(۷)عہد سلاطین میں بڈ شاہ سلطان زین العابدین کے دور میں تعلیم و تربیت کو ایک خاص مقام دیا گیا۔(۸)

کشمیر میں اسلام کی ابتدا حضرت عبدالرحمان عرف بلبل شاہ کے ہاتھوں رنچن شاہ کے اسلام قبول کرنے سے ہو گئی تھی لیکن اسلامی تہذیب کے اثرات صحیح معنوں میں عہد سلاطین میں اس وقت مرتب ہوئے جب حضرت شاہ ہمدان سات سو مریدوں کے ہم راہ کشمیر تشریف لائے جو اعلی اخلاقی اور اسلامی اقدار سے مزین اسلامی ادب و ثقافت کا عملی نمونہ تھے۔ حضرت شاہ ہمدان کی آمد کے بعد دوسرے مذاہب کے پیروکار اسلامی اقدار و روایات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ تیزی سے دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔اس طرح کشمیر کے طرز معاشرت میں بھی واضح تبدیلیاں رونما ہوئیں۔علما اور صوفیہ کی تربیت اور اسلامی تعلیمات کی بدولت کشمیر کے لوگ رنگ و نسل،ذات پات اور دیگر اقدار کو ترک کرتے ہوئے ایک ہی رنگ میں ڈھل گئے۔اشاعت اسلام کے بعد کشمیر میں اسلامی ثقافت پوری طرح نمایاں ہونے لگی جو عرب سے عراق،ایران اور ترکستان کے راستے کشمیر تک پہنچی تھی۔کشمیر کی علمی، ادبی اور ثقافتی مرکزیت کے سبب اسے ایران صغیر کا نام بھی دیا جاتا ہے۔(۹)

عہد سلاطین میں کشمیر کے باسیوں نے ایرانی ادب و ثقافت کو بھی اپنایا کیوں کہ اشاعت اسلام کے بعد علمی و ادبی خدمات کے لیے انھی مبلغین نے زیادہ کردار ادا کیا جو ایران اور ترکستان کے باسی تھے۔ان میں قابل ذکر سید شرف الدین عبدالرحمن المعروف بلبل شاہ،سید امیر کبیر علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان، سید شمس الدین عراقی شامل تھے۔ان بزرگان دین نے جہاں علمی و ادبی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا وہاں ایران کی معاشرتی و ثقافتی قدروں کو بھی ترقی حاصل ہوئی۔

جب اسلام کشمیر میں پھیل گیا تو مسلمانان کشمیر نے روحانی قیادت اور حصول علم کے لیے وسط ایشیا کی طرف رخ کیا۔بعد ازاں سلطان شہاب الدین، سلطان سکندر بت شکن اور سلطان زین العابدین المعروف بڈ شاہ کے زمانے میں ایران اور ترکستان کے اہل قلم و ادب نے کشمیر میں آکر نہ صرف سلاطین کشمیر کے افعال سے خوب استفادہ کیا بل کہ ایرانی ثقافت اور طرز معاشرت کے باعث کشمیر کے ادب و ثقافت اور معاشرتی طرز زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔(۱۰)

ایران و ترکستان سے آئے ہوئے افراد کشمیر میں پوری طرح سے رچ بس گئے جس کے باعث کشمیر میں اسلامی فن تعمیر نے جنم لیا۔اس فن تعمیر سے اسلامی حکومت کے جاہ و جلال اور ترقی کی نوید سنائی

دینے لگی۔ عہد سلاطین میں ابتدائی طور پر ہندو فن تعمیر سے استفادے کی کوشش کی گئی لیکن ناکامی ہوئی کیوں کہ ہندو فن تعمیر اسلامی فن تعمیر کے سامنے کچھ اہمیت کا حامل نہ تھا۔ بالآخر کشمیری مسلمانوں نے اینٹ اور پتھر سے تعمیرات شروع کیں۔ زین العابدین کا مقبرہ اور مدنی مقبرہ اس فن تعمیر کے حوالے سے اپنی مثال آپ ہیں۔ کشمیر میں اینٹ اور پتھر سے تعمیر کردہ عمارتوں کی نسبت لکڑی سے بنائی گئی عمارتوں نے شہرت حاصل کی جس کو چوبی فن تعمیر کہا جاتا ہے۔ یہ فن تعمیر مسلمانوں کا ایجاد کردہ ہے جس نے مذہبی ضروریات کو پروان چڑھایا۔ کاریگروں نے مساجد، خانقاہوں اور دوسری اہم اسلامی عمارات کو چوبی فن تعمیر کے معیار کے مطابق تیار کرنے میں اپنی ذہانت و فطانت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ چوبی فن تعمیر کی پسندیدگی کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ کشمیر میں زلزلوں کا سلسلہ عام تھا۔ اس خطرے سے بچنے کے لیے لکڑی سے تیار کردہ عمارات، پتھر اور اینٹ سے تعمیر کردہ عمارتوں کی نسبت جلدی مسمار نہیں ہوتی تھیں۔ کشمیر میں خانقاہ معلی چوبی طرز تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔(۱۱) سری نگر کی جامعہ مسجد بھی اس طرز تعمیر کی امین ہے۔(۱۲) یہ سلطان سکندر کے دور میں تعمیر کی گئی مسجد ہے جس کی مرمت کا کام سلطان حسن شاہ کے دور میں ہوا تھا۔ یہ مسجد سری نگر میں دینی درس گاہ کے علاوہ اہل کشمیر کا سیاسی پلیٹ فارم بھی ہے۔ یہ چوبی فن تعمیر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔(۱۳)

اسلامی فن تعمیر کے ساتھ ساتھ عہد سلاطین میں کشمیر نے فن خطاطی میں بھی عروج حاصل کیا بعض مساجد، مقبروں، مزاروں اور دیواروں پر نہایت حسین و جمیل خطاطی کے نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں جو اس امر کی نشان دہی کرتے ہیں کہ کشمیر میں فن خطاطی اور خوش نویسی کو کمال عروج حاصل تھا۔ سلطان زین العابدین نے ایران و ترکستان سے خطاط بلوائے اور ان کو جاگیریں عطا کیں۔ اسی طرح چک عہد میں بھی فن خطاطی کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ اس دور کا عظیم خطاط محمد حسین تھا۔ جب ۱۵۵۸ء میں مغل بادشاہ اکبر نے کشمیر کو اپنی سلطنت کا صوبہ بنایا تھا، تو محمد حسین بطور خطاط دربار اکبر میں ملازم ہوا۔ اکبر نے محمد حسین کی فن تحریر سے متاثر ہو کر اسے زریں قلم کا لقب دیا۔(۱۴)

عہد سلاطین میں اسلامی طرز تعمیر میں فن خطاطی کے ساتھ ساتھ دیگر دست کاریوں کا رواج عام ہوا۔ زمانہ قدیم میں ملبوسات کی تیاری کے لیے سوتی کپڑے کی تیاری اہم ترین پیشہ تھا اس کے علاوہ اونی کپڑا اگرمائش کے حوالے سے پوری دنیا میں مشہور ہوا۔(۱۵) ریشم سازی اگرچہ پرانا فن تھا لیکن سلطان زین العابدین کے دور میں ریشم سازی میں نئی نئی اختراعات کے لیے ایران سے مختلف رنگوں

کے نئے ڈیزائن منگوائے گئے اور ریشم سازی کا فن مشہور عام ہوا۔(۱۶) اسی طرح ترکستان سے شال باف منگوا کر سلطان بڈشاہ نے شال بافی کی صنعت کو قائم کیا۔بنیادی طور پر شال بافی کا فن کشمیر میں ایران اور ترکستان سے آیا۔(۱۷)

اس کے علاوہ برتنوں پر مختلف قسم کے نقش و نگار کے فن کو کشمیر میں عہد سلاطین میں ہی متعارف کروایا گیا بعد ازاں ان فنون کے باعث بیرون ملک بھی کشمیری فن کو خاصی اہمیت دی گئی۔(۱۸) عہد سلاطین میں کاغذ سازی اور جلد سازی کو بھی اہم مقام حاصل تھا۔کشمیر میں کاغذ سازی کا بانی سلطان زین العابدین بڈشاہ کو کہا جاتا ہے۔اس فن کو وہ سمرقند سے لایا تھا۔کشمیر میں کاغذ سازی کا کارخانہ لگایا گیا اور ہندوستان میں کاغذ کی اس صنعت کو پسند کیا جانے لگا۔(۱۹) لکڑی پر گل کاری کا کام ایک ایسا فن ہے جو کشمیری قوم کا خاص امتیاز ہے۔ جامع مسجد سری نگر اس فن تعمیر کا شاہ کار ہے۔کشمیر میں پیپر ماشی، گل کاری، فن چوب کاری، کاغذ و جلد سازی، قالین بافی اور شال بافی کی صنعتوں کو عہد سلاطین میں خاصا فروغ ملا۔

عہد سلاطین میں کشمیر جہاں ثقافتی لحاظ سے متاثر ہوا اور اسلامی تہذیب نے کشمیر میں اپنی ایک واضح حیثیت کا لوہا منوایا، وہاں اس دور میں زبان و ادب نے بھی خاصی ترقی کی۔فارسی زبان کی کشمیر میں آمد اسی دور میں ہوئی اور ادب میں انقلاب برپا ہوا۔دراصل فارسی زبان انھی علما و فضلا کے ذریعے کشمیر میں آئی جنھوں نے ایران اور ترکستان سے اسلامی روایات کو یہاں منتقل کیا۔سنسکرت و کشمیری زبانوں کے پنڈت اور ادیب بھی فارسی زبان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے بعد ازاں فارسی زبان نے کشمیر میں عروج کمال حاصل کیا اور اعلیٰ پائے کا ادب تخلیق ہوا۔

فارسی زبان کو کشمیر کا تہذیبی و ثقافتی ورثہ بھی سمجھا جاتا ہے۔اسلامی تہذیب کو کشمیر میں فروغ دینے میں فارسی زبان کا کردار بہت اہم ہے۔علمی خزانوں کی امین زبان کو اگر نظرانداز کیا جائے تو پھر عہد سلاطین میں اسلامی تہذیبوں کے اثرات کے پہلو کو کم زور ہونے کا اندیشہ ہے۔اس زبان کے باہمی روابط ایران اور کشمیر کے لیے صرف مذہبی اور روحانی ہی نہیں بل کہ ثقافتی اور لسانی بھی ہیں۔ ایران اور کشمیر کے درمیان مذہبی، ثقافتی، سماجی اور روحانی روابط کا ذریعہ فارسی زبان ہی ہے۔

کشمیر میں ہندو حکم رانوں کی سرکاری زبان سنسکرت تھی۔یہ زبان حکم رانوں کی پوری کوشش کے باوجود عوام میں مقبولیت حاصل نہ کر سکی۔اسلام کی آمد کے بعد فارسی نے سنسکرت کی جگہ

لے لی جس کو ادیبوں اور شعرانے اس قدر اپنایا اور ترقی حاصل ہوئی کے ایران سے لوگ طاہر غنی کشمیری سے فارسی اشعار سمجھنے کے لیے آنے لگے۔ شاہ میر کے دور میں کشمیری زبان کا نفاذ بھی ہوا لیکن بعد میں فارسی کو متعارف کروایا گیا۔ سلطان بڈشاہ کے دور میں فارسی نے کمال ترقی حاصل کی۔ سلطان خود بھی شاعر و مصنف تھا اور اس نے دو کتابیں فارسی زبان میں تحریر کی تھیں۔(۲۰)

اسی دور میں فارسی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔ دیگر زبانوں کی مختلف کتابوں کے فارسی زبان میں تراجم ہوئے۔ فارسی زبان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کشمیری پنڈتوں نے فارسی زبان سیکھ کر اپنی تصانیف اس میں مکمل کیں اور یہ زبان ۱۳۲۰ء سے لیکر ۱۹۲۶ء تک کشمیر کی تہذیب وثقافت اور علمی حیثیت سے حکمرانوں، دانش وروں اور عوام کی محبوب ترین زبان رہی ہے۔(۲۱)

عہد سلاطین کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر کے ادب وثقافت پر اسلامی اثرات مرتب ہوئے۔ جس میں اسلامی تہذیب، ثقافت، رسم ورواج، اسلامی فن تعمیر خطاطی، دست کاریوں، زبان وادب شامل ہیں۔ ثقافتی اور ادبی اثرات کے باعث کشمیر نے اس قدر مقبولیت حاصل کی کہ دور دراز علاقوں اور گرد ونواح سے لوگ مختلف علم وفنون کی مہارت کے حصول کے لیے کشمیر میں آتے تھے۔ چھوٹی بڑی دست کاریاں اس قدر مشہور ہوئیں کہ مشرق ومغرب میں کشمیری ادب وثقافت کا چرچا ہوا۔ کشمیری ادب وثقافت نے نہ صرف ایشیا بل کہ دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کی۔ کشمیری ادب وثقافت اور خوب صورتی کے باعث اتنا مشہور ہوا کہ دنیا کے بادشاہ اور سلاطین اس خطہ کے حصول کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے اور آج بھی ریاست جموں وکشمیر اپنی خوب صورتی، سماجی، ثقافتی اور ادبی لحاظ سے دنیا کی توجہ کا محور ومرکز ہے اور بڑی بڑی طاقتیں اس جنت نظیر کے حصول کے لیے بے تاب ہیں اور حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) سلیم خان گمی، کشمیر میں اشاعتِ اسلام، یونیورسل بکس اردو بازار لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۹۱

(۲) ایضاً، ص ۹۰

(۳) ایضاً، ص ۹۲

(۴) سید آغا حسین ہمدانی، ''شاہ ہمدان'' شہ رگِ پاکستان، شمارہ نمبر (۱۰) لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۳۳

(۵) اشرف ظفر، سیدہ، (۱۹۷۲ء) امیر کبیر سید علی ہمدانی، ندوۃ المصنفین ۱۹۵۰ این سمن آباد، لاہور، ص ۱۲۹

(۶) قریشی، عبداللہ، (ت ن) آئینہ کشمیر، آئینہ ادب چوک مینار انار کلی لاہور، ص ۳۸۲

(۷) سلیم خان گمی، کشمیر میں اشاعت اسلام، یونیورسل بکس اردو بازار لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۰

(۸) ایضا، ص ۱۰۸

(۹) ڈاکٹر صابر آفاقی، تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں شمارہ نمبر (۱) سنگِ میل پبلیکشنز لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۲

(۱۰) سلیم خان گمی، کشمیر میں اشاعتِ اسلام، یونیورسل بکس اردو بازار لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۸، ۱۰۹

(۱۱) محب الحسن، پروفیسر، کشمیر سلاطین کے عہد میں، اعظم گڑھ انڈیا، ۱۹۸۴ء، ص ۳۹۹

(۱۲) سلیم خان گمی، کشمیر میں اشاعتِ اسلام، یونیورسل بکس اردو بازار لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۳، ۱۰۴

(۱۳) فوق، محمد دین، شبابِ کشمیر، ویری ناگ پبلیشرز میر پور، ۱۹۸۷ء، ص ۱۲۷، ۱۲۸

(۱۴) پروفیسر محب الحسن، کشمیر سلاطین کے عہد میں، اعظم گڑھ انڈیا، ۱۹۸۴ء، ص ۱۲۳، ۴۱۵، ۴۱۹

(۱۵) سلیم خان گمی، کشمیر میں اشاعتِ اسلام، یونیورسل بکس اردو بازار لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۱

(۱۶) پروفیسر محب الحسن، کشمیر سلاطین کے عہد میں، اعظم گڑھ انڈیا، ۱۹۸۴ء، ص ۴۱۴

(۱۷) ایضاً، ص ۴۱۰

(۱۸) ایضاً، ص ۴۱۰

(۱۹) سلیم خان گمی، کشمیر میں اشاعتِ اسلام، یونیورسل بکس اردو بازار لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۳

(۲۰) محمد دین فوق، شبابِ کشمیر، ویری ناگ پبلیشرز میر پور، ۱۹۸۷ء، ص ۲۱۱، ۲۱۲

(۲۱) پروفیسر محب الحسن، کشمیر سلاطین کے عہد میں، اعظم گڑھ انڈیا، ۱۹۸۴ء، ص ۳۷۶

❖ ❖ ❖